صدقہ و خیرات

یاسر بلال دفتر وفاق المدارس السلفیہ

غریبوں کے حقوق کو آئینی حیثیت دینے کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی شروع سے یہ کوشش رہی ہے کہ انسان خصوصاً مسلمانوں کے اندر خیر خواہی اور سخاوت کا ایسا جذبہ پیدا کیا جائے کہ وہ مطالبہ سے کچھ زیادہ ہی دینے کا رجحان رکھتا ہو۔ بلکہ ان کا عزم اس قدر جواں ہو کہ بغیر طلب کیے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ موجزن ہو۔ خوشی ہو یا غم، وقت بے وقت وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتا ہو۔ اگر چہ خود سخت ضرورت میں گھرا ہو، اس کی نظروں میں دولت وسیلہ اور ذریعہ ہو، منزل اور انتہا نہ ہو۔ پھر یہ سب اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہو، نہ اسے عزت اور مرتبہ کی لالچ ہو نہ ہی داد و دہش کی کوئی پرواہ ہو۔

ہمارے اردگرد کچھ لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ قانون کے ڈنڈے کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا خیال غلط ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ درحقیقت انھوں نے انسان کو سمجھا نہیں۔ اس لیے کہ انسان کوئی لٹو ہرگز نہیں جو گھمانے سے گھومنے لگے یا ایسا کھلونا نہیں جو چابی دینے سے حرکت کرے، ورنہ چپ چاپ کھڑا رہے۔ دراصل انسان کائنات بسیطہ کا سب سے پیچیدہ پرزہ ہے۔ جس کے اجزائے ترکیبی میں جسم اور روح، عقل اور شعور، جذبات اور احساسات سبھی کا حسین امتزاج ہوتا ہے۔

اب ان اوصاف سے متصف شے کو مدنظر رکھ کر یقیناً یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہر پہلو سے انسان پر اثر ڈالا جائے۔ اس کے ضمیر اور اس کی خفتہ اخلاقی قدروں کو جھنجھوڑا جائے، نہ یہ کہ قانون کے ڈنڈے سے محض اس کی گوشمالی کی جائے۔

اسلام جیسے عالمگیر مذہب کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ قانون ذرائع کو اس کا مقام عطا کرتے ہوئے اخلاقی قدروں کو اجاگر کرتا۔ اس لیے کہ یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ برادری اور سماج میں اشتراک و تعاون کا جذبہ محض قانون بنا دینے سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کی اخلاقی اور انسانی ذمہ داری اس کو یاد دلائی جائے، اسے یاد دلایا جائے کہ خیر خواہی اور باہمی ہمدردی وہ جوہر ہے، جسے اپنا کر بندہ خدا کی مرضی اور جنت میں انبیاء و صالحین کی ہم نشینی کا شرف حاصل کر سکے گا اور مادی فائدہ یہ ہوگا کہ تنگ دستی اور ناداری کی لعنت سے دنیا پاک ہو سکے گی۔ قرآن پاک نے جن امور کو خاص طور اپنا موضوع قرار دیا اور بار بار جن کی تاکید کی، ان میں سے ایک خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے۔ یہ بارہا ہوا کہ قرآن پاک نے اس کی تلقین کی اور حرص اور بخل سے ڈرایا اور دھمکایا۔ پھر انتہائی خوبی اور صفائی کے ساتھ بلیغ ادبی پیرائے میں دلکش اور مؤثر مثالیں پیش کیں۔ جن سے سخت دلوں میں رقت اور بند مٹھیوں میں حرکت پیدا ہوا اور داد و دہش کی راہیں خود بخود کھل جائیں۔ اب یہاں اس قسم کی صرف ایک آیت پر اکتفا کیا جاتا ہے:

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت......الخ (۲/البقرہ:۲۶۱'۲۶۲)

''اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ جس سے سات بالیاں اگتی ہیں' ہر بالی میں سینکڑوں دانے ہوتے ہیں اور اللہ جسے چاہتا ہے مزید عطا کرتا ہے اور اللہ بڑی وسعت اور بڑا جاننے والا ہے۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان جتلاتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے اعمال کا ثواب ان کے پروردگار کی طرف سے ملے گا اور قیامت کے دن نہ ان کو خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ......الخ (۲/البقرہ:۲۴۵)

''ہے کوئی ایسا جو اللہ کو اچھے طریقے سے قرض دے پھر اللہ اس کے مال کو کئی گنا بڑھا دے اور اللہ روزی کو تنگ کرتا اور وہی کشادہ کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہو۔''

وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة......الخ (۳/آل عمران:۱۳۳'۱۳۴)

''اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو۔ جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ یہ ان پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی جو خوشحالی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔''

ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة ......الخ (۵۹/الحشر:۹)

''اور ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ خود ان کو فاقہ ہو اور جو شخص اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔''

﴿**ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا**﴾......الخ (۷۶/الدہر:۸تا۱۰)

''یہ لوگ محض اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تم کو خالص اللہ کے لیے کھلاتے ہیں' نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں اور نہ شکرگزاری کے۔ ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر ہے' جو نہایت اداس اور بہت سخت ہوگا۔''

قرآن پاک کی طرح سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے فرمودات میں اس موضوع کو اہمیت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((**یقول العبد مالی مالی وانما لہ من مالہ ثلاث ما اکل فافنی اولبس فابلی او اعطی فاقتنی وما سوی ذلک فھو ذاھب وتارکہ للناس**)) (مسلم: کتاب الزہد والرقاق' رقم:۷۴۲۲۔ ترمذی: کتاب الزہد' رقم:۲۳۴۲۔ نسائی: کتاب الوصایا' رقم:۳۶۴۳۔ مسند احمد:۲/۳۶۸' رقم:۸۵۹۵)

''آدمی کہتا ہے' میرا مال میرا مال۔ حالانکہ اس کا مال بس وہی ہے جو اس کے پیٹ میں گیا اور ہضم ہوگیا یا جسے اس نے پہن لیا اور وہ بوسیدہ ہوگیا یا پھر اس نے خدا کی راہ میں کچھ خیرات کی اور وہ اس کے لیے آخرت میں ذخیرہ بن گئی' ورنہ یاد رکھو اس کے علاوہ ساری دولت یا تو ہاتھ سے نکل جائے گی یا وہ خود اس دارِ فانی سے کوچ کر جائے گا اور اس کے مال پر اس کے ورثاء قبضہ کر لیں گے۔''

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن تم میں سے ہر کوئی اللہ سے اس طرح ہمکلام ہوگا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا' اس دن جب وہ اپنے دائیں بائیں دیکھے گا تو حد نظر تک اسے اپنے اعمال نظر آئیں گے' جو اس دن کے لیے اس نے کیے تھے۔ اس کے سامنے جہنم دہکتی ہوگی۔ بس اسی جہنم سے بچنے کی کوشش کرو' جس کی آسان سی تدبیر یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو خواہ آدھی کھجور ہی کیوں نہ دے سکو۔'' (بخاری: کتاب الرقاق' رقم: ۶۵۳۹۔ مسلم: کتاب الزکاۃ' رقم: ۲۳۴۸۔ ترمذی: کتاب صفۃ القیامۃ' رقم: ۲۴۱۵۔ مسند احمد' ۴/ ۲۵۶' رقم: ۱۷۷۸۲)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی ہے جسے اپنا مال اپنے وارث کے مال سے کہیں زیادہ پسند ہو؟ صحابہ نے عرض کیا حضور! ہمیں تو اپنا ہی مال پسند ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تو جان لو کہ) آدمی کا اپنا مال وہ ہے جو اس نے آگے کے لیے روانہ کر دیا اور جو رہ گیا وہ اس کے ورثاء کا ہوگا۔'' (بخاری' کتاب الرقاق' رقم: ۶۴۴۲۔ نسائی' کتاب الوصایا' رقم: ۳۶۴۲)

''جس نے حلال کمائی سے (خواہ) ایک کھجور (یا اس کی قیمت) خیرات کی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ حلال اور پاکیزہ کمائی کو ہی پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے دست خاص سے اس کو قبول کرتا ہے اور اس شخص کی خاطر اس کی اس طرح پرورش کرتا ہے جیسے کوئی پہلے پہل پیدا ہونے والے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔'' (مسند احمد: ۲/ ۴۷۱' رقم: ۹۷۳۸)

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''خیرات لغزشوں کو اس طرح زائل کر دیتی ہے' جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔'' (ابویعلیٰ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

''(قیامت کے دن) ہر کوئی اپنی خیرات کے سائے میں ہوگا' یہاں تک کہ فیصلہ ہو جائے گا۔'' (ترمذی' کتاب الایمان' رقم: ۲۶۱۶۔ ابن ماجہ' کتاب الزہد' رقم: ص ۴۲۱۰۔ مستدرک حاکم' کتاب الزکاۃ' رقم: ۱۵۱۷' ج: ۲' ص: ۵۸۶)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔ ایک شخص نے عرض کیا حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص بڑا دولتمند ہے۔ اس نے کثیر مال میں سے لاکھ درہم نکال کر خیرات کرایا۔ دوسرے شخص کے پاس صرف دو درہم ہیں۔ اس نے ایک اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا (یہ ایک درہم اس لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔'' (نسائی' کتاب الزکاۃ' رقم: ۲۵۲۹۔ مستدرک حاکم' کتاب الزکاۃ' رقم: ۱۵۱۹' ج: ۲' ص: ۵۸۷)

لیکن ہمارے قارئین اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں پر ان آیات اور احادیث کا اثر بس معمولی سا رہا۔ پھر ان کی زندگی اس نہج پر گزر گئی' جو پہلے سے چلی آ رہی تھی۔ اس غلط فہمی کے ازالے کے لیے اسلامی تاریخ کے چند واقعات ذکر

کیے جاتے ہیں، جن سے بخوبی اندازہ ہوگا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ صحابہ کے دلوں میں کس قدر موجزن تھا۔

مفسرین نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب (من ذالذی یقرض اللہ) آیت نازل ہوئی تو ابودحداح انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم سے خدا قرض طلب کرتا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا ہاں۔ ابودحداح نے کہا خدا کی قسم مجھے اپنا دست مبارک دکھائیے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ انھوں نے دست مبارک تھام کر کہا میں نے اپنا باغ اللہ کے حوالے کیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کا یہ باغ کھجور کے چھ سو درختوں پر مشتمل تھا۔ ان کی بیوی بچے اسی باغ میں رہا کرتے تھے۔ جب ابودحداح رضی اللہ عنہ حضور کی مجلس سے اٹھ کر باغ میں پہنچے تو دور سے آواز دی ام دحداح! اندر سے بیوی نے کہا میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا باغ خالی کردو میں نے اس خداوند عالم کے لیے وقت کر دیا ہے۔" (تفسیر ابن کثیر، سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۴۵، ج:۱، ص:۳۱۷)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا باغ مدینہ کا سب سے بڑا باغ تھا۔ اس کا نام بیرحاء تھا۔ وہ انھیں بڑا محبوب تھا۔ مسجد نبوی کے قریب تھا پانی بھی نہایت شیریں اور افراط تھا۔ جب قرآن پاک کی آیت **لن تنالوا البر**...... نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا خدا کا ارشاد ہے کہ محبوب مال اللہ کے راستے میں خرچ کرو۔ اس لیے میں بیرحاء آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ آپ جیسا مناسب سمجھیں اس کے موافق اس کو خرچ کر سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ بہت عمدہ مال ہے۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں میں بانٹ دو۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے یہی کیا اور اپنے رشتہ داروں میں اسے تقسیم کر دیا۔" (تفسیر ابن کثیر: سورۃ آل عمران: ۹۲، ج:۱، ص:۴۱۵)

یہ اور اس طرح کی بیش بہا اور گراں قدر خیرات وصدقات اسلام کے ہر دور میں خداترس مسلمان کرتے ہیں۔ بلاشبہ انھوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ اللہ اور رسول اس کی خوشنودی کے مقابلے میں سونے چاندی کے ڈھیر اور دنیا کی ہر چیز ان کی نظر میں ہیچ ہے۔

امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ ہزار دینار روزانہ کی آمدنی تھی۔ اس کے باوجود ان پر زکوٰۃ فرض نہ ہوتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس جو کچھ آتا، سب خیرات کر دیتے اور کچھ باقی نہ چھوڑتے۔ جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی۔ یہ بھی روایت ہے کہ روزانہ صبح تین سو ساٹھ فقیروں کو خیرات دیتے پھر کوئی کام کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت نے ان سے تھوڑا سا شہد مانگا۔ انھوں نے ایک مشکیزہ اسے عطا کر دیا۔ کسی نے کہا اس کے لیے تھوڑا سا شہد کافی تھا۔ آپ نے جواب دیا اس نے اپنی ضرورت کے مطابق مانگا، ہم نے بتوفیقِ الٰہی دے دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہر فقیر کو خیرات دیتے۔ اعتراض کیے جانے پر فرمایا اللہ نے مجھے دینے کی اور لوگوں کو مجھ سے لینے کی عادت دے رکھی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ میں باز آیا تو اللہ بھی دینے سے باز آجائے گا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں بھی صدقہ وخیرات کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆